ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عاصم عارف روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 23 جمادی الاول 1431ھ 7 تا 13 مئی 10 | شمارہ 18 | فون 7656730 فیکس 7659847

بے قاعدہ نماز منہ پر ماردی جاتی ہے!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ومن صلاها لغير وقتها ولم يسبغ لها وضوءها ولم يتم لها خشوعها ولا ركوعها ولا سجودها خرجت وهي سوداء مظلمة تقول ضيعك الله كما ضيعتني حتى اذا كانت حيث شاء الله لفت كما يلف الثوب الخلق ثم ضرب بها وجهه رواه الطبراني في الاوسط. [ترغیب وترہیب]

جس شخص نے نماز کو اس کا وقت ٹال کر (عمداً آخیر وقت) پڑھا اور اس کا وضو بھی سنوار کر نہ کیا اور دل کو بھی حاضر نہ رکھا اور رکوع اور سجدہ کو (مع، قومہ، جلسہ) خوب تسلی اور اطمینان سے نہ پورا کیا۔ تو جب وہ نماز رخصت ہوتی ہے، تو کالی بجھنگ ہوتی ہے (تو وہ برکت سے خالی ہوتی۔ ہے) پھر وہ نماز اس نمازی کو کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا ہے اللہ تعالیٰ تجھے بھی اسی طرح برباد کرے۔ یہاں تک کہ جب تھوڑی سے اونچی ہوتی ہے، جس حد اللہ کو منظور ہو پھر اس نماز کو چیتھڑوں میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر (فرشتے) مارتے ہیں۔

برادران اسلام قابل غور بات:

یہ انتہائی فکر مندی کی بات ہے ذرا غور فرمائیں کہ جس کے لیے نماز بربادی کی دعا کرے، اس نمازی کا کیا انجام ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کو مقدس سمجھتے ہوئے ہر جلد باز، نماز میں ٹھونگیں مارنے والے، رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ برائے نام کرنے والے نمازی حضرات آج ہی اپنے خالق ومالک کے حضور تائب ہوں اور آئندہ نماز کو طریقے کے مطابق اور نماز میں سکونت اختیار کرنے کا عزم کرلیں۔ کیونکہ اگر مسنون نمازیں ہوئیں تو قیامت کو میزان میں رکھی جائیں گی اور بارآور ہوں گی اور جو دنیا میں ہی کالی سیاہ نمازیں چیتھڑوں میں لپیٹ کر منہ پر ماردیں گئی ہوں گی (اللہم کو محفوظ فرمائے) کل قیامت کو کس طرح قبولیت کا شرف پائیں گی؟

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چوری کے اعتبار سے بہت برا چور لوگوں میں وہ شخص ہے جو اپنی نمازوں میں چوری کرتا ہے، صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اور وہ کیونکر چوری کرتا ہے اپنی نماز میں؟ فرمایا! جو نہ پورا کرے رکوع نماز کا اور نہ سجدہ اس کا۔''

www.jaamia.info جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس

مولانا عبداللطیف حلیم

فرض نمازوں کی پابندی

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ وَتَرْکُ الصَّلٰوۃِ ۔

[صحیح مسلم، کتاب الایمان ،باب اطلاق اسم الکف علی من ترک الصلوۃ حدیث نمبر ۸۲]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا مسلمان آدمی اور شرک اور کفر کے درمیان (حد فاصل) ترک نماز ہے۔

نماز کی تعلیم اولاد کو بچپن ہی میں دینے کی ہدایات جاری فرمائیں "مروا اولاد کم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین. [سنن ابی داود] بچے سات برس کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو جب دس برس کے ہوجائیں اور نماز باقاعدگی سے نہ پڑھیں تو نماز پڑھانے کے لیے انہیں مارو۔ ان نمازوں میں سے ایک "صلوۃ العصر" جسے "صلوۃ وسطی" قرار دیا گیا ہے اس کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: الذی تفوتہ صلوۃ العصر فکانما وتر اھلہ ومالہ . [صحیح بخاری] "جس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس کا اہل وعیال اور مال واسباب تباہ وبرباد ہوگئے۔" اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور باجماعت نماز ادا کرنے کی ایسی تاکید فرمائی کہ نابینے صحابیؓ کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی اور جو جان بوجھ کر نماز جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتے ان پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: لقد ھممت ان امر المؤذن فیقیم ثم امر رجلا یؤم الناس ثم اخذ شعلا من نار فاحرق علی من یخرج الی الصلوۃ بعد. [صحیح بخاری ومسلم] میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم دوں وہ اقامت کہے پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کروائے اور خود آگ کا شعلہ لے کر ان کے گھروں کو جلا دوں جو اس (اذان اور اقامت) کے بعد نماز کے لیے نہیں نکلے۔ یہی نماز ہی ہے جو باقاعدگی سے ادا کرنے سے تمام صغیرہ گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے فرمان نبوی ﷺ ہے: الخمس کمثل نھر جار غمر علی باب احد کم یغتسل منہ کل یوم خمس مرات . [صحیح مسلم] پانچوں نمازوں کی مثال اس بڑی گہری نہر کی ہے جو کسی کے دروازے پر بہہ رہی ہو جس سے وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔ ایک حدیث میں ہے:

الصلوۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ کفارہ لمابین مالم تغش الکبائر. [صحیح مسلم]

پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک کا (وقفہ) ان (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان ہوں گے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے نماز کی ادائیگی کے لیے چل کر آنے والوں کے لیے اللہ کی رحمت منتظر رہتی ہے۔

من غدا الی المسجد اوراح اعداللہ لہ فی الجنۃ نزلہ کلما غدا اوراح . [صحیح بخاری ومسلم]

جو شخص صبح یا شام مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے جنت میں مہمانی کرتا ہے جب بھی صبح یا شام کو جائے۔ عصر اور فجر کی نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے اندر فرشتے باری باری آتے اور جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہوجاتے ہیں پھر وہ فرشتے جو تمہارے اندر رات گزارتے ہیں اوپر چڑھ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ انکے بارے میں خوب جانتا ہے) تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ کہتے ہیں ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم انکے پاس گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اللہ تعالیٰ ہمیں اس اہم فریضے کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 18
23 جمادی الاول ☆ 1431ھ
7 مئی ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

اداریہ

الشیخ ابورجال

ملاں کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت

ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین ﷺ کا کوئی فعل چاہے اس کا تعلق سیاست سے ہو؟ یا اس وقت کے حالات سے؟ اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ وہ قطعاً قطعاً حکمت اور خیر خواہی سے خالی نہیں ہو سکتا۔ میری گزارش کا اشارہ جناب محمد ﷺ کی ہجرت کی طرف ہے جو عبدالمطلب کے یتیم پوتے نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مکہ سے مدینہ کی طرف فرمائی تھی کیونکہ اس وقت مزید مکہ میں مسلمانوں کا قیام اسلام کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا اور ساری کوششوں پر پانی پھرنے کا خطرہ تھا۔

کفار مکہ اصل میں اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خوفزدہ ہو رہے تھے، ظاہر ہے اس کا سبب تبلیغ کا نشر واشاعت اور مسلمانوں کا کردار تھا یعنی ایک اسٹیج ایسی آ گئی کہ کفار کے لیے مسلمانوں کا وجود ناگوار اور ناقابل برداشت ہو گیا۔ ورنہ اس سے پہلے صورت حال اس قدر خرابی کی طرف نہیں گئی تھی۔

اب اس چیز کو کیا صرف مکہ کے ساتھ خاص کر دیا جائے؟ اور برصغیر کو اس سے جداگانہ پیمانہ سے دیکھا جائے بعض نام نہاد دانشور یہ جانپ رہے ہیں کہ صدر اور وزیر اعظم کے لیے مسلمان ہونے کی شرط ختم کر دی جائے اور یہ کہ یہ چیزیں جناح صاحب کے نظریات کے خلاف ہیں۔

سوال یہ ہے کہ پاکستان کی بنیاد آخر کیا تھی؟ جناح صاحبؒ نے زندگی میں صرف ایک تقریر کی تھی 11 اگست کو اس کے علاوہ کیا وہ ساری زندگی خاموش رہے۔ یہ اچھا ہوا کہ اعتزاز احسن کا خبث باطن ظاہر ہو گیا، جیسا کہ عوامی نیشنل پارٹی کا اندر ظاہر ہوا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آخر پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم غیر مسلم ہوں تو کیا پاکستان کو ایک اسلامی ریاست کہنا درست ہوگا؟ کیا پاکستان میں اقلیت کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے؟ کبھی کسی مذہبی ریاست کا سربراہ مملکت یا سربراہ حکومت اس آئین ملک کی اکثریتی باشندوں کے مذہب کے خلاف بنا ہے؟ پھر یہاں کیوں؟

سیکولر ہونا یہ اور بات ہے اس سے ہمیں غرض نہیں کیا امریکہ کے عین کے تحت صدر کا خاص فرقہ کا عیسائی ہونا ضروری نہیں؟ بائبل کو ماننا اور اس کا حلف اٹھانا ضروری نہیں؟ یا برطانیہ کے سربراہ کے لیے عیسائیت کا محافظ ہونا ضروری نہیں؟ تو پھر ان شرائط پر یہاں اعتراض کی کیا ضرورت ہے؟ غالباً انہوں نے جناح صاحب کے نظریات پڑھے نہیں یا انہیں الٹا نظر آتا ہے۔ جنوں کو خرد خرد کو جنوں

اقبال نے جناح صاحب کو کس لیے برطانیہ سے واپس آنے کی درخواست کی تھی وہ آپ سے بڑا رواداری تھے اگر وزیر قانون ہندو اور وزیر خارجہ قادیانی بنا سکتے تھے تو پھر وزیر اعظم اور گورنر، جنرل کو غیر مسلم ہونے کی صورت میں ان عہدوں پر فائز کرنے کی صورت میں کونسی روکاوٹ تھی۔ کیا جناب محمد

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی : مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	6
تبصرہ کتب	8
وحی الٰہی کا انکار اور......	12
حنفی مقلد اور اہلحدیث......	16
درس قرآن پاک	18

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

ﷺ کی رواداری میں کسی کو شک ہے؟ کیا آپ ﷺ نے کسی غیر مسلم کو گورنر بنایا؟ یہ سراسر دو قومی نظریہ کی نفی ہے۔

باقی حسین احمد مدنی اور اقبال کے درمیان لفظ قوم کی تعریف میں اختلاف کی صورت میں الفاظی جنگ اس کا جواب اس کی اجتہاد روحانی اولادوں سے لیں، حتیٰ کہ اقبال کا بیٹا گھما پھرا کر ختم نبوت کے منکر کو مسلمان منوانے کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔ اجتہاد کی بھی کچھ شرائط ہیں، اندھا دھند اجتہاج اجتہاد نہیں ہوتا رواداری کی بھی کچھ حدود ہیں، اسلام سے بڑھ کر اور کون روادار ہو سکتا ہے اور جناح سیکولر ہوتے تو اقبال کبھی ان کا انتخاب نہ کرتے۔ جناح پاکستان کو دور جدید کی اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ کل تک عدلیہ کی آزادی کے نام پر داد وصول کرنے والا محترم........... آپ کو قوم نے احترام اس لیے دیا تھا کہ آپ اس وقت سچائی کا ساتھ دے رہے تھے اور دوسرے ایک ڈکیٹیٹر کے سامنے ڈٹ جانے انسان کی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ آپ کے پاس تھی۔ قدر انسان کے نظریات اور اس کے مطابق صحیح حکمت عملی کی ہوتی ہے نہ کہ انسان کے حسن، نسب، یا سیاسی وابستگی، اگر قوم آپ کو ریکارڈ دے سکتی ہے بجہ آپ اہلیتوں کے مثبت استعمال کے تو منفی استعمال کی صورت میں ذلت و رسوائی کا تاج آپ کے ماتھے پر سجایا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر شیر افگن کا کہنا درست ہے کہ اعتزاز کے اندر کا قانون دان مر رہا ہے جو آدمی سیاسی مصلحتوں کا شکار ہو وہ اپنے پیشے سے انصاف نہیں کر سکتا لیکن آئین کی پاسداری عدالتوں نے کرنی ہے کسی وکیل نے نہیں۔

ہزاروں خواہشیں کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں پھر بھی کم نکلے

یہ کوئی نئی بات نہیں، ایوب خان کے دور میں جب آئین بنانے کا وقت آیا کہ جو مسودہ پیش کیا گیا اس سے لفظ اسلامی اڑا دیا گیا تھا، بعد میں اضافہ کر دیا گیا اور کہا گیا کہ پرنٹنگ کی غلطی ہے۔ اسی طرح 53ء کی تحریک کو ناکام بنایا گیا آخر 74ء میں جا کر مسئلہ کسی حد تک حل ہوا لیکن اصل حل ابو الکلام والا حل نہیں ہے، جو اختیار کیا گیا۔ پہلی بات یہ ہے یہ کام آئینی ترمیم سے نہیں بلکہ دستوری کمیٹی کے ذریعے کیا جائے بلکہ ساتھ ساتھ ریفرینڈم بھی کروایا جائے۔ تاکہ آئین کے معطلی کی صورت میں بھی معاملات خراب نہ ہوں اور نبی ﷺ کی نبوت کے آخری ہونے کے منکروں کو مہلت دی جائے کہ وہ اتنا عرصہ میں اسلام قبول کر لیں ورنہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس ملک سے نکل جائیں کیونکہ ان کا حکم مرتدوں والا ہے نہ کہ غیر مسلموں یا اقلیتوں یا ذمیوں والا۔

یہ انہی لوگوں کی لڑی ہے، یہ انہی لوگوں کا سلسلہ ہے، یہ انہی لوگوں کا کردار ہے، انہی لوگوں کی خواہش ہے کہ اسلام کا نام تک نہ لیا جائے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے عہد نامہ کے موقع پر دستخطوں کے موقع پر الجھاؤ کی صورت حال پیدا ہوگئی فریق مخالف کہہ رہا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ مان لیا تو پھر جھگڑا کا ہے کا۔ اس کو مٹانا پڑے گا ہم محمد بن عبداللہ کو جانتے ہیں اور یہاں یہ صورت حال ہے کہ کبھی کہا جاتا ہے کہ لفظ اسلام نکال دیا جائے، یہ کبھی کہا جاتا ہے کہ اس کو بطور شرط بھی ختم کیا جائے کبھی کہا جاتا ہے کہ ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ طرح طرح کے اعتراضات کیے جاتے ہیں یہ وہی پرانے جال نئے شکاریوں والی بات ہے یہ وہی قادیانی، وہی منکرین حدیث، وہی غامدی اور ان کے پیروکار تو چاہتے ہیں کہ اسلام کی روح پر وار کیا جائے اور کچھ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی شناخت پر وار کیا جائے، دونوں کا مقصد یکساں ہے کہ پاکستان نہیں بلکہ پاکستان مع اسلام مٹایا جائے، اسلام کو بدنام کیا جائے، اسلام کا کوئی نام لینے والا نہ ہو، اس کی ایک مثال ستمبر 1948ء کو بھی نظر آتی ہے جب ظفر اللہ خاں نے کہا تھا کہ جناح کا جنازہ نہ پڑھنے کے جواب میں کہ یا تو مجھے مسلمان ریاست کا غیر مسلم وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے یا غیر مسلم ریاست کا مسلم وزیر خارجہ سمجھا جائے۔ اس سے پہلے 1947ء میں بھی وار کر چکے تھے، جب گورداسپور کے بارہ میں فیصلہ ہو رہا تھا حالانکہ صورتحال 51ء اور 49ء کی تھی، فیصلہ پاکستان کے حق میں جا رہا تھا، کشمیر کا مسئلہ شروع دن سے ہی ختم ہو جاتا، مگر افسوس! ان قادیانیوں نے کہا کہ ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ شمار کیا جائے، نتیجہ یہ نکلا کہ اعداد و شمار میں تبدیلی واقع ہوگئی اور وہ علاقہ انڈیا کے کنٹرول کے میں دے دیا گیا اور آج تک کشمیر کا مسئلہ سر دردی بنا ہوا۔ اے این پی والے شروع میں ہی پاکستان کے خیر خواہ نہیں لیکن اللہ کا شکر ہوا کہ غیور مسلمانوں کے سامنے باچا خاں کی ایک نہ چلی اور خیبر پختونخواہ پاکستان کا حصہ بن گیا انہیں لوگوں کے آباؤ اجداد نے سکھوں کے ساتھ مل کر سید اسماعیل اور سید احمد دونوں کو بالاکوٹ کے مقام پر شہید کروایا اور انہیں ہی کی نسلیں پاکستان سے اپنا انتقام لے رہی ہیں۔ ان لوگوں نے اس وقت بھی اسلام کے شعائر کے خلاف اپنی ذاتی خواہشات کو ترجیح دی اور پشاور کے اندر ہر ممکن کوشش کی کہ اسلام کا نفاذ نہ ہو سکے بلکہ غداروں کو پیدا کیا، ان کی حوصلہ افزائی کی، ان پر مال لٹایا، مسلمانوں کے لشکروں کو دھوکہ دیا، سرداروں کو خریدا، ان کے دل کے اندر مجاہدین کے متعلق نفرت پیدا کی اور مسلسل سکھوں سے رابطہ رکھا حتیٰ کہ بالاکوٹ کے مقام پر اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود مجاہدین شیروں کی طرح لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ راجیو گاندھی، باچا خاں کی وفات پر چاہے کچھ ساعتوں کے لیے آیا، لیکن آیا۔ اور باچا خاں نے پاکستان میں دفن ہونا تک پسند نہیں کیا، جلال آباد کو ترجیح دی۔ حاجی عدیل کہتے ہیں کہ ہمارا ہیرو راجہ داہر محمد بن قاسم نہیں۔ محمد بن قاسم کو معلوم تھا کہ فوج زیادہ نہیں اور راجہ داہر کے پاس ہاتھی ہیں پریشان رہا ایک دن لوگوں نے اسے خوش دیکھا پوچھا گیا تو جواب دیا کہ مجھے پتا چلا ہے کہ راجہ داہر نے اپنی ایک خوبصورت بہن سے شادی کر رکھی ہے لہٰذا وہ ظالم ہونے کے ساتھ ساتھ بے غیرت بھی ہے۔ اللہ میری مدد کرے گا حاجی عدیل صاحب یہ بے غیرت آپ کا ہیرو ہے؟

☆☆☆

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر جامعہ اہلحدیث لاہور

زیور کا مالک خاوند ہے یا اس کی بیوی؟

درج ذیل سوال کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سوال: حاجی محمد انور صاحب آج سے چار سال قبل انتقال کر گئے۔ اس وقت ان کے درج ذیل ورثاء موجود تھے۔

زمرد بیگم بیوی، راجہ محمد سعید بھائی، عبدالعزیز فاروق بھائی، محمودہ عظمت بہن

حاجی محمد انور لاولد تھے، ان کا کوئی بیٹا بیٹی نہیں تھا۔ حاجی محمد انور کی درج ذیل جائیداد ہے۔

زمین 3 کنال، مکان اور سونا زیورات کی صورت میں

2008ء میں حاجی محمد انور کی بیوہ نے سونا چوری کے خوف کے پیش نظر اپنا زیور عبدالعزیز فاروق کی بیوی کے پاس بطور امانت رکھ دیا۔ (جواب بھی اس کے پاس ہے) فروری 2010ء میں حاجی محمد انور کی بیوہ کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کے ورثاء میں دو بھائی شیخ عبدالوکیل، شیخ اتمش اور ایک بہن نرگس بیگم کنڈی، اب ان دو بھائیوں اور بہن نے عبدالعزیز فاروق کی بیوی سے امانت کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے۔ تو وہ دینے سے انکاری ہے اور کہتے ہیں کہ ہم ان زیورات کے وارث ہیں۔ اب دریافت مسئلہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کریں کہ صحیح وارث کون ہیں؟ سائل: عبدالرشید عراقی سوہدرہ

الجواب بعون الوهاب: حدیث میں ہے کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس زمین کا جھگڑا لے کر آئے، ایک حضرمی اور دوسرا کندی تھا حضرمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کندی نے میرے باپ کی زمین پر قبضہ کر لیا ہے تو کندی نے کہا "هي ارضي وفي يدي ازرعها ليس له فيها حق" یہ میری زمین ہے میں ہی اسے کاشت کرتا اور اس پر میں ہی قابض ہوں اس زمین میں اسکا کوئی حق نہیں "فقال النبي للحضرمي لك بينة قال لا" آپ ﷺ حضرمی (یعنی جس نے زمین کی ملکیت کا دعویٰ کیا تھا) سے سوال کیا کیا تیرے پاس زمین کی ملکیت پر کوئی دلیل ہے؟ اس نے جواب نفی میں دیا آپ ﷺ نے مدعیٰ علیہ (کندی جو زمین پر قابض تھا) کو فرمایا "فلك يمينه" تیرے ذمہ قسم ہے تو فریق اول حضرمی کہنے لگا یہ جھوٹا اور جھوٹی قسمیں اٹھاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ليس لك منه الا ذلك" تیرے لیے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ [ابو دود كتاب الايمان والنذور باب فمين حلف يمينا يقتطع بها مالا لاحد ص ٥٨٤ رقم الحديث ٣٢٤٥]

دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "قضى باليمين على المدعیٰ عليه" جب مدعی کے پاس دلیل نہ ہو تو مدعیٰ علیہ کی قسم پر فیصلہ کیا ہے۔

[صحيح بخاري كتاب الشهادات باب اليمين على المدعى عليه ج ٢ ص ٩٤٩ رقم الحديث: ٢٥٢٤]

صورت مسئولہ میں اگر مدعی یعنی عبدالعزیز فاروق زیور کے متعلق کوئی ٹھوس دلیل پیش کریں کہ یہ ان کے بھائی انور کی ملکیت تھا۔ تو پھر اس زیور سے 1/4 کی وارث محمد انور کی بیوہ ہو گی اگر مدعی یعنی عبدالعزیز کوئی ٹھوس دلیل نہیں پیش کر سکتا تو پھر مدعیٰ علیہ قسم اٹھائے گا (محمد انور کی بیوی چونکہ حیات نہیں اس لیے اس کے ورثاء یعنی محمد انور کی بیوہ کے بھائی، بہن قسم اٹھائیں گے) کہ زیور محمد انور نے اپنی بیوی کو بطور عطیہ یا ہبہ دیا تھا اگر وہ قسم اٹھا لیں تو پھر مدعی یعنی عبدالعزیز فاروق اور اس کا بھائی اور بہن اس زیور کے حق دار نہیں۔ اگر مدعیٰ علیہ قسم نہیں اٹھاتا تو پھر یہ زیور محمد انور کی ملکیت ہی تصور ہو گا۔ اس زیور اور متوفی کی تمام جائیداد سے اس کی بیوی 1/4 کی حقدار ہو گی کیونکہ متوفی کی اولاد نہیں اور قرآن مجید میں "ولهن الربع مما تركتم ان لم يكن لكم ولد" اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو تمہاری بیویاں تمہارے مال میں سے 1/4 کی حق دار ہیں (پ:4) اس کے بعد باقی جائیداد کو "للذكر مثل الانثيين" کے تحت متوفی محمد انور کے دو بھائی اور ایک بہن کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ ایک حصہ بھائی اور 1/2 بہن کا ہو گا۔ یعنی متوفی کی بیوی کا حصہ نکال کر اس کی تمام جائیداد پانچ حصوں میں تقسیم ہو گی ان میں سے ایک حصہ بہن اور چار حصے دو بھائیوں میں برابر تقسیم ہوں گے۔

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 26) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

فَلَمَّا اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ‎(٥٢)‏ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ‎(٥٣)‏ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ‎(٥٤)‏

"پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی طرف سے کفر محسوس کیا تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی راہ میں میری مدد کرنے والا کون ہوگا؟ حواریوں نے جواب دیا ہم اللہ تعالیٰ کے (دین اور راہ) مددگار ہیں ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور گواہ رہیے کہ ہم تابع دار ہیں اے پروردگار! ہم تیری اتاری ہوئی (کتاب) پر ایمان لائے اور ہم نے (تیرے) رسول کی اتباع کی پس ہمیں (کلمہ حق کی شہادت دینے والے) گواہوں میں سے لکھ دے۔ کافروں نے مکر کیے اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ تمام تدبیریں کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

اَحَسَّ:	محسوس کیا (یقین کرلیا)۔
اَنْصَارِیْ:	میرا معاون (مددگار)۔
اَلْحَوَارِیُّوْنَ:	دوست، مددگار، معاون۔
مَکَرُوْا:	انہوں نے مکر کیا (خفیہ تدبیر کی)۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر دلالت کرنے والی ان علامات اور معجزات کا تذکرہ تھا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی طرف سے ان تمام معجزات کو جھٹلانے کے بعد پیدا ہونے والے حالات وواقعات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

التوضیح:

فَلَمَّا اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی صراط مستقیم دے کر تمام انبیاء کی طرح قوم کی طرف بھیجا گیا۔ لیکن حسب دستور ان کی قوم نے بھی تمام معجزات کا انکار کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی عیسیٰ نے جب ان کی ہٹ دھرمی اور ضد کو محسوس کرتے ہوئے اس بات کا یقین کرلیا کہ وہ گمراہی کو کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑیں گے اور راہ ہدیت پر گامزن نہ ہوں گے تو وہ ایک دن ان الفاظ میں اپنی قوم سے مخاطب ہوئے: مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ کہ تم میں سے کون میری تابعداری کرنے والا ہے۔

اکثریت نے آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے اعراض کیا اور چند ایک کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائی، یہ اسی وجہ سے حواری کہلائے۔

رسول اللہ ﷺ کا حواری:

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جنگ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ." قوم (قریظہ) کی خبر ہمارے پاس کون لائے گا۔ حضرت زبیرؓ نے کہا میں خبر لاؤں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

[صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق ج ٤ ص ١٥٠٩ رقم الحدیث: ٣٨٨٧، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل طلحۃ والزبیر ج ٨ ص ١٥٧ رقم الحدیث: ٢٤١٥]

انبیائے کرامؑ اور حواری:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ. مجھ سے پہلے جو نبی بھی اللہ تعالیٰ نے کسی امت کے لیے مبعوث فرمایا اسکی امت میں اس کے حواری اور اصحاب ہوتے تھے جو اس کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کا حکم بجالاتے تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے اور جو کرتے تھے اسکا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا[صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان ج ۱ ص ۲۳ رقم الحدیث: ۵۰]

حواری کے اوصاف حمیدہ:

قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں حواریوں کی چند صفات درج ذیل ہیں۔

۱۔ انتہائی جانثار اور ہر قسم کی قربانی کے لیے پہل کرنے والا۔
۲۔ کتاب وسنت کا متبع۔ ۳۔ احکام شرعی کی تعمیل کرنے والا۔
۴۔ قول فعل میں مطابقت کرنے والا ۵۔ شرک وبدعت سے پرہیز کرنیوالا

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ. (۵۲) رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِينَ.

حضرت عیسیٰؑ کے سوال من انصاری الی اللہ کے جواب میں ان چند حواریوں نے ان کی اتباع کرتے ہوئے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں آپ کے تعاون کے لیے تیار ہیں۔ آپ کی تائید، حمایت اور تعاون کے لیے ہم ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے ہم تو توحید باری تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ ہمارے مطیع اور فرمانبردار ہونے پر گواہ بن جایئے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے آپ کے رسولؑ کی اتباع کرتے ہوئے اس پر آپ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی پر یقین کامل رکھتے ہیں اور تو ہمیں گواہوں کے ساتھ لکھ دے۔

ابن عباسؓ اور شاہدین:

حواری اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے کہ اے پروردگار تو ہمیں شاہدوں میں لکھ دے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''شاہدین'' کی تفسیر امت محمد یہ سے کرتے ہیں ''الشاھدین قال امۃ محمد ﷺ'' [تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج ۲ تفسیر سورۃ آل عمران ص ۱۵۷ رقم الحدیث: ۳۶۲۷]

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ.

چند حواریوں کے علاوہ دوسرے لوگ حضرت عیسیٰؑ کی مخالفت میں تمام حدود کو توڑتے ہوئے ان کے قتل پر تیار ہوگئے۔ انہوں نے حکمران وقت کو عیسیٰؑ کے خلاف بھڑکایا اور اس کے سامنے اللہ کے نبیؑ کو باغی انسان کے تصور میں پیش کیا اور طرح طرح کے ان پر الزامات عائد کیے۔ حاکم وقت نے اپنی فوج کو اس مکان کا محاصرہ کرنے کا حکم صادر کیا کہ جس میں حضرت عیسیٰؑ موجود تھے۔

یہودیوں کی تدبیر:

یہودیوں نے ایک ایسے آدمی کو تلاش کیا جس کے دل میں پختہ ایمان نہیں تھا، بلکہ وہ نفاق کا لبادہ اوڑھ کر حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تھا۔ اس نے بتیس درہم کے عوض حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار کروانے کی ذمہ داری لی تھی۔ جب رات کی تاریکی میں شاہی فوج نے مکان کا محاصرہ کرکے حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار کرنا چاہا تو ان کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور ناکامی بھی ایسی کہ جس میں وہ بظاہر اپنی کامیابی تصور کرتے تھے۔

تدبیر الٰہی:

جب ان لوگوں نے اس طرح مکروفریب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نبی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؑ کو اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ آسمانوں پر اٹھالیا اور یہی آدمی جس نے بتیس درہم کے عوض عیسیٰؑ کو ان کے حوالے کرنے کی ذمہ داری قبول کی تھی پھر عیسیٰؑ کا ہم شکل بنا کر سولی چڑھوا کر اپنے نبیؑ کی حفاظت فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس قدرت کاملہ کو تدبیر الٰہی سے تعبیر فرمایا ہے۔

نوٹ: اس مسئلہ کی تفصیل سورۃ النساء میں بیان کی جائیگی۔ ان شاء اللہ

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

۱۔ حواس خمسہ کے ذریعے حاصل ہونے والا علم انسان کو درجہ یقین تک پہنچا دیتا ہے۔
۲۔ بسا اوقات کسی کے کفر کا ادراک اسکے کردار اور افعال سے ہوجاتا ہے۔
۳۔ دین الٰہی کی خدمت کرنا اور اصلی شکل میں اس کو لوگوں تک پہنچانا اللہ کے ہاں بہت زیادہ محبوب عمل ہے ۴۔ دوسرے انبیاء کی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو اپنا حواری قرار دیا ہے۔
۵۔ حواری میں آیت مذکورہ میں بیان کردہ اوصاف حمیدہ کا وجود ضروری ہے
۶۔ شاہدین سے مراد امت محمد یہ ہے۔ ۷۔ لوگ تدبیریں کرتے ہیں لیکن تدبیر الٰہی کے سامنے کسی کی تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوسکتی۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ تعالیٰ

تبصرہ کتب.........عبدالرشید عراقی

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔آپ شہید ملت، مجتہد العصر حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کے برادر اصغر ہیں۔دینی و دنیوی علوم سے بہرہ ور ہیں۔علم و فضل کے اعتبار سے جامع الکمالات ہیں۔عربی، فارسی، انگریزی، اور اردو، زبانوں پر عبور حاصل ہے۔فراغت تعلیم کے بعد کلیۃ الدعوۃ الاسلام جامع الامام محمد مسعود اسلامیہ الریاض (سعودی عرب) میں تقریباً 18,17 سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔آج کل حکومت سعودیہ کی طرف سے اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے منسلک ہیں۔

پروفیسر صاحب عربی اردو کے بلند پایہ مصنف ہیں۔عربی میں مختلف موضوعات پر ان کی 29 کتابیں اور اردو میں 26 کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ان کی تمام تصانیف ان کے علمی ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کی آئینہ دار ہیں اور ہر خاص و عام کے لیے بڑی مفید اور نافع ہیں

حج وعمرہ کی آسانیاں (مختصر):

حج وعمرہ کی آسانیاں کے نام سے پروفیسر صاحب کی مکمل کتاب بھی شائع ہو چکی ہے جو 394 صفحات پر محیط ہے۔کتاب میں حج وعمرہ کے بارے میں مکمل مسائل اور مناسک کو کتاب کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔اس مختصر کتابچہ میں جن عنوانات کے تحت حج وعمرہ کے مسائل بیان کیے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔فرضیت حج کے متعلقہ آسانیاں (۵۰ مسائل)
۲۔حج میں رزق حلال طلب کرنے کی اجازت (۱)
۳عمرے کے متعلق آسانیاں (۳)
۴۔حج وعمرہ میں جنابت سے متعلقہ آسانیاں (۱)
۵۔احرام سے متعلق آسانیاں (۲۷)
۶۔مکہ مکرمہ آنے جانے کے متعلق آسانیاں (۲)
۷۔طواف وسعی سے متعلقہ آسانیاں (۱۸)
۸۔عرفات کے متعلقہ آسانیاں (۷)
۹۔مزدلفہ سے متعلقہ آسانیاں (۵)
۱۰۔منیٰ سے متعلقہ آسانیاں (۱۲)
۱۱۔قربانی سے متعلقہ آسانیاں (۱۳)
۱۲۔طواف وداع سے متعلقہ آسانیاں (۱)
۱۳۔حج وعمرہ میں خواتین کے لیے آسانیاں (۹)
۱۴۔تنبیہات (۴)

اس مختصر کتابچہ میں حج وعمرہ کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں (۱۰۸) مسائل بیان کیے گئے ہیں۔حج وعمرے پر جانے والے مرد وخواتین کو اس کتابچہ کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اس کتابچہ کو اپنے ساتھ حرمین شریفین لے جائیں تاکہ اس کو پڑھ کر حج وعمرے کے مناسک ادا کر سکیں۔

والدین کا احتساب:

پروفیسر صاحب نے اس کتاب میں تین باب قائم کیے ہیں۔

1۔احتساب والدین کی شرعی حیثیت۔

اس باب میں (۱۲) ذیلی عنوانات کے تحت احتساب والدین کی شرعی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔

2۔احتساب والدین کے درجات اور آداب:

اس باب میں (۳) ذیلی عنوانات کے تحت باب کی توضیح وتشریح کی گئی ہے۔مصنف علامہ نے تمام مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمایا ہے اور ہر حدیث کا حوالہ دیا ہے اور جو مسائل دوسری کتابوں سے کتاب میں درج کیے ہیں ان کتب کا بھی حوالہ دیا ہے۔اس کتاب کا خلاصہ ایک سطر میں کہ ''والدین کو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا شرعاً ثابت ہے اور آخر میں پروفیسر صاحب حفظہ اللہ مسلمانان عالم سے اپیل کے تحت فرماتے ہیں کہ ''روئے زمین کے مسلمانوں سے پرزور اپیل ہے کہ وہ اپنے والدین کے احتساب کا شدت سے اہتمام کریں علاوہ ازیں ان کے احتساب کے دوران اسلامی آداب کی سختی سے پابندی کریں ساری دنیا کے مسلمان والدین سے بھی مودبانہ گزارش ہے کہ وہ اپنی اولاد

کی حق بات کو توجہ اور دھیان سے سنیں۔ان کے احتساب کو انشراح صدر اور خندہ پیشانی سے قبول کریں، بلکہ ان کی اس سلسلے میں حوصلہ افزائی کریں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے امت میں (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) کا چلن فرمادے اور امت نازل شدہ مصائب سے نجات پاجائے اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے محفوظ و مامون ہوجائے۔ کتاب ۱۱۶صفحات پر مشتمل ہے۔

حضرت ابراہیم بحیثیت والد:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر تھے،اس کتاب میں پروفیسر صاحب نے قرآن وحدیث کی روشنی میں کتاب کے موضوع کو بیان کیا ہے اور (۲۳) عنوانات کے تحت ''حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد'' ان کی سیرت بیان فرمائی ہے۔تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد طلب کرنا۔
۲۔اولاد کی دینی مصلحت کو دنیاوی مفادات پر ترجیح دینا۔
۳۔بیٹے اور بیوی کی دینوی مصلحت کا خیال رکھنا۔
۴۔اپنی نسل کے لیے پھلوں کے رزق کی دعا۔
۵۔اپنی نسل کے لیے عبادت وطاعت میں معاون رزق طلب کرنا۔
۶۔بیٹے اور اس کے اہل خانہ کے رزق میں برکت کی دعا۔
۷۔اپنی نسل کے لیے منتخب شہر کے پرامن ہونے کی دعا۔
۸۔اپنی اولاد کے لیے صالح ماحول کا انتخاب۔
۹۔اللہ تعالیٰ سے اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچانے کی دعا۔
۱۰بیٹوں کے لیے ہر شہر سے پناہ الٰہی کے حصول کی فریاد
۱۱۔اولاد کو کہی جانے والی بات پر خود عمل کرنا۔
۱۲۔اللہ تعالیٰ سے نسل میں سے امت مسلمہ بنانے کی دعا۔
۱۳۔اپنی نسل کو نماز قائم کرنے والے بنانے کا اہتمام۔
۱۴۔بہو کے صابرہ وشاکرہ ہونے کی خواہش اور کوشش۔
۱۵۔بیٹے اور اہل خانہ کی خبر گیری۔
۱۶۔بیٹے کو تعمیر کعبہ میں شریک کرنا۔
۱۷۔اپنی نسل کے لیے منصب امامت طلب کرنا۔
۱۸۔لوگوں کے دل میں اپنی نسل کی طرف مائل کرنے کی دعا۔
۱۹۔بیٹے کو حکم دینے سے پہلے اس سے مشورہ کرنا۔
۲۰۔حکم ربانی کو بیٹے کی محبت پر ترجیح دینا۔
۲۱۔نسل میں سے تعلیم وتزکیہ کے لیے بعثت رسول کی دعا۔
۲۲۔اولاد کو موت تک دین پر ثابت قدم رہنے کی وصیت۔
۲۳۔مرتے دم تک اولاد کو وعظ ونصیحت۔

اس کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولادوں کی تربیت کے سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت،بحیثیت والد مشعل راہ بنائیں۔

اگر ہر مسلمان اپنی اولاد کی تربیت حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد کی سیرت میں کرے گا۔تو وہ ان شاء اللہ العزیز دنیا وآخرت میں سرخرو ہوگا۔اس کتاب کا ہر مسلمان مرد وعورت کو مطالعہ کرنا چاہیے اور اس کتاب کا ہر لائبریری میں موجود ہونا بہت ضروری ہے۔یہ کتاب ۱۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

اذکار نافعہ:

مسلمان کو دنیا میں محتاج بنایا گیا ہے،وہ دنیا میں کسی بھی مقام پر فائز ہوجائے مگر وہ پھر بھی اپنے آپ کو محتاج پاتا ہے۔ہر ضرورت کی تکمیل کے لیے اس کے پاس بیسیوں راستے موجود ہوتے ہیں مگر بعض اوقات کوئی ضرورت ایسی پیش آجاتی ہے جسے وہ پورا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی وہ اس پوزیشن میں ہوتا ہے کہ وہ اس ضرورت کو کس طرح تکمیل کرے وہ مجبور بے قس ہوتا ہے اور اس کو کوئی مشورہ بھی کارگر نہیں ہوتا اس کی ساری امیدیں ختم ہوجاتی ہیں۔

اس وقت صرف ایک ہی سہارا نظر آتا ہے اور وہ سہارا اللہ تعالیٰ کا سہارا ہے جو شب وروز ہر گھڑی انسان کی پکار کو سنتا ہے اللہ فرماتا ہے جب انسان میرے در پر آکر مجھ سے فریاد کرتا ہے،ضروریات طلب کرتا ہے تو مجھے حیا آتی ہے کہ میں اس کو خالی ہاتھ واپس کروں اللہ تعالیٰ مانگنے والے سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہوتا ہے دعا صرف مشکلات سے نجات اور ضروریات کی تکمیل ہی کا ذریعہ نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ نے اسے عبادت کا درجہ دیا ہے۔اس لیے جب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے تو انتہائی خشوع خضوع سے مانگنی چاہیے۔

پروفیسر صاحب نے اپنی اس کتاب میں ذکر الٰہی اور مخصوص اذکار اور دعاؤں کو قرآن وحدیث صحیحہ سے جمع کی ہیں اور کتاب کو (۱۳) ابواب میں تقسیم کر رکھا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔فضائل ذکر۔
۲۔قرآن کریم اور بعض سورتوں اور آیات کے فضائل۔
۳۔فضائل اذان۔
۴۔اذان کے متعلقہ اذکار کے فضائل۔
۵۔وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی فضیلت۔
۶۔مسجد میں داخل ہونے کی دعا کی فضیلت۔
۷۔نماز کے بعض اذکار کے فضائل۔
۸۔تہلیل وتمجید، تکبیر اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے فضائل۔
۹۔نبی ﷺ پر درود کے فضائل۔
۱۰۔استغفار کے فضائل اور اس کے بعض مخصوص الفاظ۔
۱۱۔صبح وشام کے بعض اذکار کے فضائل۔
۱۲۔مرادیں پوری کرنے والے آٹھ اذکار
۱۳۔متفرق اذکار کے فضائل۔

کتاب میں تمام دعائیں واذکار کو قرآن مجید وکتب احادیث مبارکہ میں سے جمع کی گئی ہیں اور مختلف اوقات صبح وشام، طہارت، عبادات، معاملات، خوشی غمی اور تنگی حالات وغیرہ اور جنات وشیاطین سے بچاؤ اور توبہ استغفار کی ان دعاؤں کو جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔اس کتاب میں جمع کردی گئی ہیں۔

قرآن مجید وکتب واحادیث سے ماخوذ یہ کتاب ہمارے لیے انمول موتی ہے اور سرمایہ حیات واثاثہ سعادت ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہر آن اس سے مدد کا طالب ہو۔یہ کتاب بڑی مفید اور نافع ہے ہر مسلمان مرد وعورت کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے اور ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔یہ کتاب ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

دعوت دین کہاں دی جائے؟

اسلام دعوت دین کا نام ہے، قرآن مجید دعوت کی کتاب ہے اگرچہ اس میں ہدایت وشریعت کا ہی بیان ہے مگر اس کے اندر دعوت دین کا عنصر دیگر عناصر پر غالب ہے۔کیونکہ ایمان کی بنیاد ہدایت پر ہے اور ایمان کے حصول کا دارومدار دعوت پر ہے۔حضرت محمد ﷺ اس دعوت کے داعی ہیں۔قرآن مجید نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے۔

"اے میرے پیغمبر (محمد ﷺ) جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچادو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو شر سے بچانے والا ہے۔[المائدہ:۶۷]

انبیاء کرامؑ کے فرائض منصبی میں سب سے اہم فریضہ دعوت وتبلیغ ہے دعوت کے معنی پکارنے اور بلانے کے ہیں۔تبلیغ سے مراد مخاطب تک دین کی بات ایسے عمدہ طریق اور دلنشین انداز میں پہنچانا ہے کہ وہ اس کے دل ودماغ پر اثر کرے۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب حفظہ اللہ نے اس کتاب میں (۱۵) عنوانات کے تحت دعوت دین کو پیش کرنے کی وضاحت فرمائی ہے۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔قید خانے میں دعوت دین۔
۲۔ایوان اقتدار میں دعوت دین۔
۳۔جبل صفا پر دعوت دین۔
۴۔یہودیوں کی عبادت گاہ میں دعوت دین۔
۵۔گھروں میں دعوت دین۔
۶۔لوگوں کی مجالس میں دعوت دین۔
۷۔میلوں اور بازاروں میں دعوت دین۔
۸۔قریش کے ہاں آنے والے مدنی وفد کو دعوت اسلام دینا۔
۹۔مکی دور میں موسم حج میں منیٰ عرفات میں دعوت دین۔
۱۰۔حج الوداع میں متعدد مقامات پر وعظ ونصیحت۔
۱۱۔راستے میں دعوت دین۔۱۲۔سفر میں دعوت دین۔
۱۳۔قبرستان میں پند ونصیحت۔
۱۴۔قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے تنبیہ وتذکر
۱۵۔ہر مناسب جگہ دعوت دین کے متعلق ڈاکٹر علی عبدالحلیم محمود کا بیان۔

دعوت دین مسجد ومدرسہ میں محصور نہیں بلکہ ہر مناسب جگہ میں اس کا اہتمام کیا جائے اور دعوت وتبلیغ کے بارے میں درج ذیل امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔لوگوں کی مجالس اور بازاروں میں دعوت انتہائی مختصر اور جامع ہو
۲۔ہر مقام پر مناسب اور توقع محل کے پیش نظر موزوں سے الفاظ میں گفتگو کا اہتمام کرنا بہت ضروری ہے۔یہ کتاب (۱۳۹) صفحات پر محیط ہے۔

دعوت دین کیسے دیں؟

دعوت اسلامیہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ رسالت سے لے

قیامت تک کے آنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے اور ان سب پر اسلام قبول کرنا فرض ہے۔

آپ ﷺ کی دعوت حکمت و دانائی کے اصول کے مطابق تھی آپ ﷺ مخاطب کی استعداد اور توقع محل کے مدنظر دلنشین انداز اختیار کرتے اور مخاطب کے نفسیات کو پہچان کر اس کی دعوت دیتے۔ دعوت پیش کرتے وقت مخلصانہ انداز میں وعظ و نصیحت فرماتے اور موثر طور پر نشیب و فراز سے آگاہ فرماتے اور مخاطب کے دلائل کی بطریق احسن تردید کرتے۔ آپ ﷺ بحکم الٰہی دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے۔

"اے نبی ﷺ اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت و حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے سے جو احسن ہو۔" [النحل: ۱۲۵]

تو آپ ﷺ جامع اور مدلل گفتگو فرماتے اور ایسا دلنشین انداز اختیار فرماتے کہ مخاطب آپ ﷺ کی گفتگو سننے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ مخالف کی بدتہذیبی اور بدکلامی کو برداشت کرتے اور بیزار ہو کر دعوت و تبلیغ چھوڑ نہیں دیتے تھے بلکہ آسان طریقوں سے اپنی دعوت پیش کرتے۔

صحیح بخاری میں ہے جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو رخصت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی "دین اسلام کو آسان کر کے پیش کرنا، سخت بنا کر نہیں لوگوں کو خوشخبری سنانا، نفرت نہ دلانا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس کتاب میں دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں تین مبحث قائم کیے ہیں۔

مبحث اول:

دعوت اسلام کا عموم:

اس میں (۱۰) عنوانات ہیں۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کے معجزے کا ہمیشہ کے لیے باقی رہنا۔

۲۔ بعثت مصطفوی ﷺ کا سب لوگوں کے لیے ہونا۔

۳۔ قرآن کریم کا تمام جہان والوں کے لیے نصیحت ہونا۔

۴۔ قرآن کریم کا سب لوگوں کو مخاطب کرنا۔

۵۔ قرآن کریم کا اہل کتاب کو دعوت اسلام دینا۔

۶۔ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا۔

۷۔ امت اسلامیہ کا مخلوق کی ہدایت کے لیے وجود میں آنا۔

۸۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کی فرضیت۔

۹۔ روئے زمین پر اشاعت اسلام کی بشارات نبویہ

۱۰۔ تورات وانجیل میں بعثت مصطفوی ﷺ کے متعلق بشارتیں۔

مبحث دوم:

نبی کریم ﷺ کا تمام اقسام کے لوگوں کو دعوت دینا اس میں (۱۷) عنوانات قائم کیے ہیں۔

۱۔ مشرکوں کو دعوت دینا۔
۲۔ یہودیوں کو دعوت دینا۔
۳۔ نصاریٰ کو دعوت اسلام۔
۴۔ یہود و نصاریٰ کو دعوت اسلام۔
۵۔ منافقوں کو دعوت اسلام۔
۶۔ اہل اسلام، مشرکوں، یہودیوں اور منافقوں کو دعوت۔
۷۔ مجوسیوں کو دعوت دین۔
۸۔ ہر جابر کو دعوت اسلام۔
۹۔ اقربا کو دعوت دین۔
۱۰۔ عورتوں کو دعوت دین۔
۱۱۔ جوانوں کو دعوت دین۔
۱۲۔ بچوں کو دعوت دین۔
۱۳۔ مریضوں کو دعوت دین۔
۱۴۔ مصیبت زدہ لوگوں کو تلقین صبر
۱۵۔ تاجروں کو دعوت دین۔
۱۶۔ فقراء کو دعوت دین۔
۱۷۔ بدوؤں کو دعوت دین۔

مبحث سوم:

اسلام کی عالم گیریت کے متعلق شبہات کی حقیقت اس میں (۳) عنوانات کے تحت گفتگو فرمائی ہے۔

۱۔ اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کے تصور کا حالات کی پیداوار ہونا۔

۲۔ اسلام کا صرف اہل عرب کا دین ہونا۔

۳۔ آنحضرت ﷺ کے دائرہ نبوت کو محدود کرنے کے لیے بعض آیات سے استدلال۔

کتاب کے آخر میں پروفیسر صاحب حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ اہل علم اور طالب علم حضرات وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ دعوت اسلامیہ کے عالمگیر ہونے کی حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھیں اور دوسرے مسلمانوں کو اس کی حقیقت سمجھانے اور اس کے تقاضوں کو ذہن نشین کروانے کے لیے تا حد استطاعت کوشش کریں۔ کتاب کی صفحات ۲۳۶ ہے۔

__نوٹ:__ پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ صاحب کی یہ تمام تصانیف مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور سے مل جاتی ہیں۔

☆..........☆..........☆

وحی الٰہی کا انکار اور ہماری بے حسی

قسط: 2

عطا محمد جنجوعہ

محترم سید خالد جامعی / عمر حمید ہاشمی اس صورت حال کا تجزیہ کرتے ہیں: ''اٹھارھویں صدی میں استعماری طاقتوں کے ذریعے مختلف اسلامی ممالک میں جدیدیت کی لہر داخل ہوئی لیکن مسلم مفکرین، مصلحین، علماء صلحاء، صوفیاء اس جدیدیت کے پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر سے بے خبر رہے...... ان مفکرین کی غالب ترین اکثریت فلسفیانہ مباحث سے کوئی دلچسپی نہ رکھتی تھی اور جن مفکرین یا مصلحین کو فلسفہ سے کچھ دلچسپی تھی وہ مغربی فلسفہ کی باریکیوں سے ناواقف تھے۔ چند جدید تعلیم یافتہ مفکرین مغربی فلسفہ سے واقف تھے لیکن علوم اسلامی پر عبور نہ رکھتے تھے۔ وہ فکر مغرب کے دو اہم دھاروں تحریک تنویر اور تحریک رومانیت سے بھی واقف تھے، جو عقل اور وجدان کو علم کا اصل ذریعہ سمجھتی تھی اور کسی خارجی ذریعہ علم کی قائل نہ تھیں۔ صاف لفظوں میں وحی الٰہی، کتاب الٰہی کا انکار کرتی تھیں کہ حقیقت تک پہنچنے کے لیے کسی خارجی ذریعے نبی وحی، ہدایت، آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں۔ [ماخوذ جریدہ ۲۹ جامعہ کراچی، ص ۱۱]

اس دور کے مسلم مفکرین مغربی فلسفہ کی گہرائی تک کیسے رسائی کر سکتے تھے؟ خود برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان فلسفہ کے دور رس اسرار و رموز کو نہ سمجھ سکے، جب برطانوی حکومت نے فوجوں کے انخلاء کے لیے ترکی سے معاہدہ کیا جب اس پر عمل درآمد ہوا تو برطانوی پارلیمنٹ میں زبردست شور و غل پیدا ہوا کہ ترکیہ کسی وقت بھی ارد گرد کی مسلمان حکومتوں اور عوام کو اکٹھا کر کے ہم یورپ والوں کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔

تنقید و ملامت کو سن کر برطانوی وزیر خارجہ لارڈ کرزن نے جو آخری جواب دیا اس کا خلاصہ اس طرح تھا کہ: ''ہم نے مسلم ترکیہ کو اب ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا، آج کے بعد ہم نے مسلم ترکیہ کی کوئی ایک ٹانگ بھی صحیح سالم نہیں رہنے دی کہ جس کی وقت و طاقت کی اساس پر وہ اپنا اسلامی تشخص قائم رکھ سکتی ہو۔ مسلم ترکیہ کی قوت و طاقت اور شان و شوکت کا راز دو چیزوں میں پوشیدہ تھا، ہم نے ان دونوں چیزوں کو ختم کر دیا ہے۔ یہ چیزیں تھیں، اسلام اور خلافت۔

اس بیان کو سن کر ارکان پارلیمنٹ نے زبردست طریقے سے تالیاں بجائیں اور مخالفت کی جگہ ہر طرف موافقت اور منظور، منظور کی صدائیں سنائی دینے لگیں۔'' [ماہنامہ آئین اپریل ۱۹۹۲ء ص ۲۱]

ترکی میں ایسا سیاسی نظام رائج ہوا جس میں پارٹی بازی اور خود مختاری تصور موجود نہ تھا، جہاں وحی الٰہی کے بجائے علم اور وجدان کی بنیاد پر ارادۂ عمومی کے تحت آئین اور قانون منظور ہوئے۔ یورپی اقوام نے نہ صرف ترکی بلکہ دیگر محکوم مسلم ریاستوں میں بھی اس نظام کو رائج کیا۔

تاریخ کے اس دور میں چند علماء حق، اسلامی قانون کے نفاذ کیلیے استعماری قوتوں کے خلاف برسرپیکار رہے، بعض نے دفاعی حکمت عملی کے تحت دینی مدارس قائم کیے۔ کچھ مسلم راہنما، مسلمانوں کے حقوق کی بحالی کے لیے مغربی نظام میں شریک ہوئے، تاہم عالم اسلام کے جدت پسند مفکرین نے ''اسلامی جمہوریت'' کی اصطلاح وضع کی۔ ''مصر میں عبدہ نے تو پارلیمنٹ کو اجماع کا متبادل قرار دے کر جمہوریت کو اسلامی رنگ عطا کر دیا'' برصغیر کے ایک سکالر نے قرآن اور انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد حکومت الٰہیہ کے قیام کو قرار دیا، اور بالغ رائے دہی کے جواز کے لیے عمومی خلافت کا نظریہ پیش کیا۔

اہل مغرب نے مسلم دنیا میں جمہوری فضا کے لیے ہوم ورک کیا، امریکہ نے افغانستان اور عراق پر حملوں کا عندیہ دیا تو مسلم ممالک میں مظاہرے ہوئے، جب بمباری ہوئی تو مسلم راہنماؤں نے مذمتی بیان دیے۔ لیکن امریکہ نے جب ان ممالک میں جمہوری نظام کا عمل شروع کیا تو مسلم دنیا میں امریکہ کی ننگی جارحیت کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ تھم گیا۔ ایسا کیوں ہوا؟

مسلم دنیا میں ''ارادہ عمومی ہمیشہ انسانی فلاح کا ارادہ کرتا ہے'' کے مغربی فلسفہ کا پرچار ہوا جس کے نتیجہ میں موثر طبقہ ہمنوا ہو گیا ہے۔ یہی حال نظام معیشت کا ہے، اکثر ممالک میں نجی سطح سے لے کر قومی سطح تک ملکی لیول تک معاشی نظام سود پر مبنی ہے۔ کاروباری حضرات کو آسان شرائط پر سودی قرض دینے کی مہم جاری ہے، حاضر سروس ملازمین کو ایک سال کی پیشگی تنخواہ کا لالچ دیا گیا ہے۔ ریٹائرڈ طبقہ کو بنک میں رقم جمع کروانے کے لیے ماہانہ بچت کی ترغیب دی گئی۔ اسی طرح شرفاء طبقہ بھی سودی جال میں پھنس چکا ہے مساجد اور مدارس کے کھاتے ان ہی بنکوں میں کھلے ہیں، سودی قرض لینے کا لچک دار رویہ بھی جدت پسند مفکرین نے فراہم کیا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فاضل دیوبندی، صدر مدرسہ دار العلوم حیدآباد دکن لکھتے ہیں: ''سودی قرض لینا درست نہ ہوگا مگر کبھی کبھار ایسے قرض لینا مجبوری بن جاتی ہے اور تجارت، کاشت اور کاروبار کے لیے ایسے قرض لینا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں بدرجہ ضرورت ایسے قرض لینے کی اجازت ہوگی۔''

مولانا مذکور اس کے جواز کے لیے مفتی محمد نظام الدین، مفتی دار العلوم دیوبند کا یہ حوالہ دیتے ہیں: ''اس معاملہ کی یہ توجیہ کی جا سکتی ہے کہ اس جزوی رقم کو جو سود کے نام سے لی جاتی ہے حقیقت میں وہ سود نہیں بلکہ اس طریقہ کار کا انتظام ٹھیک رکھنے والی کی اجرت اور انتظامی سامان کی اجرت میں لی جاتی ہے۔'' [نظام الفتاوی، ص ۲۶۴ جدید فقہی مسائل مطبوعہ حراء پبلشرز لاہور، ص ۲۵۲]

استعماری قوتوں نے موثر خاندان کے ذہین بچوں کو یورپ میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مراعات دیں اور اندرون ملک سیمینار منعقد کر کے تعلیم یافتہ طبقہ کو مغربی فلسفہ کی روشنی میں جدیدیت سے آگاہ کیا اور وحدت الادیان پر زور دیا۔

جدیدیت کیا ہے؟ ''ماڈرنائزیشن، علم عمرانیات میں تہذیب کے معاشی، سیاسی اور معاشرتی طور پر بدل دیے جانے کا نام ہے۔''

لبرل مفکرین کا موقف ہے کہ ''وقت اور جگہ کے ساتھ ساتھ معاشرہ بدلتا ہے، حالات بدلتے ہیں، اس لیے مذہب کو بھی بدلنا چاہیے'' مغربی فکر و فلسفے سے متاثر ہو کر بعض مسلم راہنماؤں نے انسانی فلاح اور مشترکہ مذہبی اقدار کو موضوع سخن بنا دیا اور مذاہب عالم میں سیاسی یگانگت پیدا کرنے کی تگ و دو جاری رکھی۔

جدیدیت نے مسلمانوں کی سیاست، اقتصادیات پر غلبہ حاصل کر لیا، مگر بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی معاشرت، سماجی اقدار میں اسلام کی جھلک نمایاں رہی۔ پرائیویٹ معاملات پردہ، نکاح، وراثت، ارکان اسلام کی ادائیگی اور تہذیب و تمدن، شرعی تقاضوں کے مطابق سرانجام دیتے تھے۔ الجھن یا نزاعی امور کی صورت میں علاقے کے مفتی یا قاضی سے رجوع کرتے تھے، جدت پسندوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کو مٹانے کے لیے عملی تحریک کا آغاز کیا، جنہوں نے رسالت محمد ﷺ کا انکار تو نہیں کیا، لیکن عقل کو معیار بنا کر حدیث کی تشریحی حیثیت سے انحراف کیا۔ اس کے باوجود وہ مطلب بردار کے لیے حدیث کا احترام کرتے تھے، دین اسلام کی بنیادی کتاب قرآن حکیم ہے، قرآنی احکام کی جزئیات کی تفسیر محمد ﷺ کی سیرت طیبہ ہے۔ صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارک اور سنت مبارک کو محفوظ کیا بلکہ عبادات، معاملات اور معاشرت میں، غرضیکہ ہر شعبہ میں عمل کر کے دکھایا۔ محدثین نے نبی ﷺ کی سیرت پاک سے متعلق کوئی قول و فعل سند کے بغیر قبول نہیں کیا۔

انگریزوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو اسلامی قانون سے محروم کر دیا تاہم کوشش بسیار کے باوجود وہ ان کی معاشرت کو مغربی تہذیب میں نہ ڈھال سکا۔ مسلمان انفرادی و اجتماعی زندگی کو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں بسر کرنے کے لیے احادیث سے استفادہ کرتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد جدیدیت پسند سکالر مغربی سیاسی و عمرانی فلسفہ کو اسلام کا مظہر قرار دینے کی دھن میں مگن رہے۔ غلام احمد پرویز نے احادیث کو کلیۃً یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ وہ مخصوص دور اور علاقہ کے لیے مختص تھیں۔ اگر حدیث شرعی حجت ہوتی تو حضور ﷺ احادیث کو اسی اہتمام سے لکھواتے جس اہتمام سے آپ ﷺ نے قرآن مجید لکھوایا تھا، ان کی غرض و غایت یہ تھی کہ قرآن حکیم کی من مانی تاویلات کر کے خواہشات نفسانی یا مغربی تمدن کو اجتماعی نظام کے روپ میں پیش کیا جائے۔

پرویزی نظام کی بنیاد:

''اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے مراد وہ مرکز نظام اسلامی ہے جہاں سے قرآنی احکام نافذ ہوں۔'' [معراج انسانیت، ص ۳۱۸]

اجتماعی نظام کا دائرہ اختیار:

''سابقہ ادوار کے فیصلوں میں خواہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کیوں نہ صادر ہوئے ہوں، رد و بدل کر سکتا ہے اور بعض فیصلوں

کومنسوخ بھی کرسکتا ہے۔" [شاہکار رسالت ۲۸۲]

اجتماعی نظام کا متغیر اصول:

"اسلامی نظام میں قرآن کے احکام اور اصول تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غیر متبدل رہیں گے لیکن ان قوانین پر عمل کرانے کے طریق اور ان اصولوں کی روشنی میں وضع کردہ جزئیات زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلتی رہیں گی۔" [مقام حدیث ص ۴۴]

"پرویزی نظام کے اہلکاروں کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مراد مرکز ملت یعنی نظام خداوندی اور اولو الامر سے مفہوم افسران ماتحت ہیں۔" [معراج انسانیت ص ۳۲۳]

اصحاب الحدیث نے پرویزی نظریات کا عملی تعاقب کیا تو معروف سکالر مولانا مودودیؒ نے دوطرفہ دلائل پر بحث کی، وہ علوم حدیث میں علل حدیث کے فن کی اہمیت تسلیم کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "تاہم میں یہ کہوں گا کہ مزید اصلاح وترقی کا دروازہ بند نہیں ہے، کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا، کہ روایت کو جانچنے اور پرکھنے کے جو اصول محدثین نے اختیار کیے ہیں وہ حرف آخر ہیں۔ آج اگر کوئی ان کے اصولوں سے اچھی طرح واقفیت پیدا کرنے کے بعد، ان میں کسی کمی یا خامی کی نشاندہی کرے اور زیادہ اطمینان بخش تنقید کے لیے کچھ اصول، معقول دلائل کے ساتھ سامنے لائے تو یقیناً اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔"

[ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۵۸ء]

پرویز نے اپنے موقف کی تائید میں نبی اکرم ﷺ کے زمانے کے احکام میں تغیر وتبدل کے متعلق معروف سکالر مولانا مودودیؒ کا تجزیہ تفہیمات حصہ دوم ص ۳۲۷ سے پیش کیا۔ "جو حالات عہد رسالت اور عہد صحابہؓ میں عرب اور دنیائے اسلام کے لیے تھے لازم نہیں کہ بعینہٖ وہی حالات ہر زمانہ اور ہر ملک کے ہوں، لہٰذا احکام اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات میں اختیار کی گئی تھیں، ان کو ہوبہو تمام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا اور مصالح اور حکم کے لحاظ سے انکی جزئیات میں کسی قسم کا ردوبدل نہ کرنا ایک طرح کی رسم پرستی ہے، جس کو روح اسلامی سے کوئی علاقہ نہیں۔" [مقام حدیث ص ۴۶]

دین میں جزئیات کے تعین کا حق کس کو ہے؟ مولانا امین احسن اصلاحی کا مسلک یہ ہے۔ "قرآن وحدیث کے اندر بیشتر صرف بنیادی اور اصولی باتیں ہی بیان کی گئی ہیں۔ جزئیات وتفصیلات سے ان میں بہت کم تعرض کیا گیا ہے اس خلا کو حالات وضروریات کے تحت بھرنا، نیز تمام پیش آنے والے اجتماعی اور سیاسی معاملات میں اسلام کے منشاء اور مزاج کے مطابق قوانین بنانا امت کی صوبدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔"

[ماہنامہ ترجمان القرآن، اپریل ۱۹۵۴ء]

اول الذکر جدت پسند طبقہ نے حکومت کی اطاعت کو عبادت کا درجہ دیا تھا اور قرآن پاک کی توضیح اور دور نبوی ﷺ کے احکام میں تغیر وتبدل کا اختیار حکومت کو دیا تھا۔ مؤخر الذکر نے حکومت الٰہیہ کے قیام کی جدوجہد کو اعلیٰ عبادت کا درجہ دیا تھا۔ ان دونوں میں قدر مشترک سیاست عبادت کا محور ہے اس کے اثرات دیگر مذہبی جماعتوں میں ظاہر ہوئے انہوں نے بھی اپنی سرگرمیوں کو سیاسی جدوجہد تک محدود کرلیا۔ اشاعت دین کا جو کام ہو رہا ہے وہ جماعتی نظم سے نہیں بلکہ مخلص افراد کی انفرادی محنت کا ثمر ہے حالانکہ شرعی نقطہ نظر سے سیاست اسلام کا جز ہے کل نہیں۔

زمانہ کے جدید تقاضوں کے مطابق قرآن وسنت کے احکام میں حکومت، عوام یا ان کے منتخب نمائندوں کو تغیر وتبدل کے اختیار دینے کی تحریک مغربی فلسفہ "انسانیت ذات فی نفسہٖ خیر ہے" کی اثر پذیرائی کا نتیجہ ہے۔ آپ غیر جانبدار ہوکر اسلامی حکومت کے سربراہ، افسران، عوام یا ان کے منتخب نمائندوں کی تعلیم تزکیہ کا مشاہدہ کریں کہ ان میں بصیرت نبویؐ یا مزاج شناسی رسول ﷺ کتنی تعداد میں ہیں؟ یقیناً وہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ چونکہ مغربی فلسفہ "ارادۂ عمومی ہمیشہ انسانی فلاح کا ارادہ کرتا ہے" کی بنیاد پر فیصلے ہوتے ہیں۔ ان مغربی افکار کے فروغ سے آخری الہامی مذہب، اسلام کا غلبہ تو مشکل امر ہے، البتہ عوامی مذہب کے خدوخال جنم لے سکتے ہیں۔

نومولود وطن عزیز میں جب غریبوں کی کفالت اور یتیم بچوں کی تعلیم کے اخراجات کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ اس وقت حکومت نے عوامی مذہب اور مغربی تہذیب وتمدن کی سند جواز تلاش کرنے کے لیے "ادارہ ثقافت اسلامیہ" قائم کیا۔

اسلام میں یہود ونصاریٰ سے دوستی قائم کرنے کی ممانعت ہے چنانچہ اہل مغرب کے تھنک ٹینک ادارے جو اسلام میں بگاڑ اور مسلمانوں کو زیر کرنے میں ہمہ وقت سرگرم عمل ہیں، انہوں نے "اخوت ابراہیم" تحریک کو جنم دیا۔

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ معرفت الٰہی اور اخروی نجات کے لیے اتباع رسول ﷺ بنیادی شرط ہے۔ ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے بانی خلیفہ عبدالحکیم نے رسالت محمدیہ ﷺ پر کس طرح ہاتھ صاف کیا۔ ''اگر اس نبی کریم ﷺ کی امت اور جماعت کے باہر کچھ لوگ ایسے ملتے ہوں (عقیدہ توحید اور اعمال صالحہ) جو اصل مقصود ہیں تو ایسوں پر نجات کا دروازہ بند کرنا، حد درجے کی تنگ نظری ہوگی۔ [اسلام کی بنیادی حقیقتیں ص۲۲۴، بحوالہ الاعتصام اشاعت خاص ص۶۲ے]

ادارہ ثقافت اسلامیہ کے نزدیک قرآن وحی ہے، پیغمبر کے اقوال بصیرت و اجتہاد ہیں۔ ''بجز تنزل (قرآن) کے کسی حکم کو وحی نہ سمجھا جائے۔ [مقام سنت ۵۷]

مسلمانوں کے باہمی معاملات کو وحی الٰہی سے محروم کرنے اور روشن خیال کے مطابق ڈھالنے میں احادیث مانع ہیں۔ انہوں نے ان کو الہام ماننے سے انکار کر دیا۔ ''معاملات سے تعلق رکھنے والی تمام احادیث بصیرت نبوی ﷺ ہیں نہ کہ الہام و تنزل۔'' [مقام سنت ص۶۸]

معاملات میں کون سے امور داخل ہیں:

''معاملات میں معاشرت، معیشت، معاش، سیاست وغیرہ ساری چیزیں اپنے تمام اجزاء سمیت داخل ہیں .... اور ان میں ہر چیز متبدل ہے۔'' [مقام سنت ۶۲]

معاملات میں تغیر و تبدل کا اختیار کن کو ہے؟:

''جہاں تک معاملات کا تعلق ہے، تنزل (قرآن) نے ان کی صرف حدود بیان کر دی ہیں، باقی رہیں جزوی تفصیلات تو ان کو ...... انسانوں کی عقل و بصیرت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔''

[ص۶۴ بحوالہ الاعتصام اشاعت خاص ۶۸ے]

قرآن کے اجمالی احکام کی تفسیر سنت رسول اللہ ﷺ کی بجائے انسانوں کو سونپ دینے میں مغربی فلسفہ ارادہ عموی کا اثر ہے اور عقل کو کسوٹی قرار دینے میں تحریک تنویر کا عکس ہے۔ ادارہ ثقافت نے ''مسئلہ اجتہاد'' نامی مستقل کتاب بھی شائع کی جس میں اس امر کی کوشش کی گئی کہ ''تبدیلی احوال کی بنا پر'' اجتہاد جدید کی درانتی سے قرآن و حدیث کے ہر صریح کو کاٹا جا سکتا ہے۔ ادارہ نے اجتہاد جدید کے تحت مسئلہ عزل سے برتھ کنٹرول کا جواز پیش کیا اور موسیقی کی حلت میں ''اسلام اور موسیقی'' کتاب تحریر کی۔

اہل سنت والجماعت کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام نے فتنہ انکار حدیث خصوصاً پرویزی عقائد باطلہ پر بروقت عملی گرفت کی۔ لیکن تخلی دریچوں کو بند کرنے میں اصحاب الحدیث کی علمی و عملی خدمات منفرد اور ممتاز حیثیت کی حامل ہیں۔

جن میں حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ مناظر اسلام ثناء اللہ امرتسریؒ اور شیخ الحدیث محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ کے نام سرفہرست ہیں۔ مولانا بھوجیانیؒ جسمانی طور پر نحیف تھے، مگر دفاع حدیث کے معاملہ میں فولادی قوت کے مالک تھے، طبیعت میں سادگی اور انکساری تھی تاہم حجت حدیث کے لیے امام ابن تیمیہؒ کی غیرت و حمیت کے جانشین ، وارث تھے، وہ فن حدیث پر تنقید کسی صورت پر برداشت نہیں کرتے تھے۔ الاعتصام کا حجت حدیث نمبر اور ماہنامہ رحیق کی فائلیں اس امر کی شاہد ہیں کہ انہوں نے فتنہ انکار حدیث کی غرض و غایت سے اہل علم کو بروقت خبردار کر دیا تھا۔

''ہمارے دور کے منکرین حدیث کا سب سے بڑا کارنامہ، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمانوں کا تعلق ان کے ماضی سے منقطع کر دیا جائے۔ اسی لیے حدیث کے انکار کا شاخسانہ کھڑا کیا گیا ہے۔ اسی لیے صحابہ کی تفسیر سے اعراض ہے، اسی لیے مفسرین کا استخفاف ہے، اسی صحیح تصوف .... جس کا مسنون نام ''احسان'' ہے کے خلاف ہرزہ سرائی ہے۔ اسی فقہ اسلامی کو قدامت کا طعنہ دے کر کلیۃً دریابرد کرنے کے جزوم ارادے ہیں۔ اسی لیے دور حاضر سے ہر طرح کی مطابقت کا شور ہے اسی لیے انبیاء علیہم السلام سے لے آج تک کے اسلامی طریق معاشرت پر طلازم قسم کے الفاظ سے پھبتیاں کیسی جا رہی ہیں اور اسی لیے قرآن و سنت کے منصوصہ اور مسلمانوں کے چودہ سو سال کے متفقہ اور اجتماعی مسائل کو منتخب کیا گیا ہے۔ تا کہ ان کو ریسرچ اور ''اجتہاد جدید'' کی درانتی سے کانٹ پھینکا جائے۔''
[رحیق ج اول ۱۹۵۷ء]

مغرب میں لوتھر کی پروٹسٹنٹ تحریک نے ہر شخص کو اجتہاد اور انجیل کی تشریح کی اجازت دی، لیکن مشرق میں علماء حق کی مزاحمتی مساعی جملیہ سے پرویز کو لوتھر کا مقام حاصل نہ ہو سکا اور تخلی انکار کرنے والوں نے اپنی سرگرمیوں کا رخ عملی سیاست کی طرف پھیر لیا۔

(جاری ہے)

☆............☆............☆

حنفی مقلد اور اہلحدیث کے درمیان

مکالمہ

قسط:1

دعا گو: حافظ راشد منیر تبسم

حنفی مقلد اور اہلحدیث کے درمیان مکالمہ پیش کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے فقہ حنفی کے متعلق حنفیوں سے چند سوالات کیے تھے کہ قرآن و حدیث سے ان کے جواب تحریر فرمائیں۔ مگر قرآن وحدیث سے جواب لکھنے کی بجائے اول تا آخر تحریروں میں احادیث رسول ﷺ کا استہزا اور مسلک حق اہلحدیث پر لعن طعن کرنے کے ساتھ ساتھ اتنی کثرت سے جھوٹ بولا کہ جھوٹ بھی سچ لگنے لگے والے محاورے پر خوب عمل کیا۔

ہم نے ان ساری تحریروں کو مدنظر رکھتے ہوئے خلاصۃً احسن انداز میں ایک مکالمے کی شکل میں پیش کیا ہے اور لچر زبان استعمال کرنے سے پرہیز کیا ہے۔ البتہ فقہ کے حوالہ جات نقل کرتے وقت ان عبارات کا وہی ترجمہ کیا ہے جو عربی زبان کے عین مطابق ہے۔ ترجمہ میں جو ناگواری ہے وہ فقہ متن کی وجہ سے ہے ہماری طرف سے نہیں اور یہ بات بھی واضح رہے کہ ہم کلیۃً فقہ کے منکر نہیں فقہ الحدیث کے جو بھی مسائل منصوص ہیں یعنی ان کی تائید کتاب وسنت سے ہوتی ہے وہ ہمارے سر آنکھوں پر کیونکہ اہلحدیثوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ فقہ کے منکر ہیں جبکہ اہلحدیث ہی فقہ الحدیث کے حامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث خود کو کتاب وسنت تک محدود رکھتے ہیں فقہ کے جن مسائل کے ہم منکر ہیں وہ محض قیل وقال کا مجموعہ ہیں جن کی سند بھی امام صاحب تک نہیں پہنچتی اور فطرت سلیمہ پر ان کا پڑھنا یا سننا ناگوار گزرتا ہے ان کی ہلکی سی جھلک اس مکالمے میں ملاحظہ فرمالینا۔

نوٹ: اہلحدیث کا مسلک صاف اور واضح ہے کہ ہم تمام صحابہ کرامؓ، تمام تابعین، تمام تبع تابعین، تمام محدثین، تمام فقہا اور تمام اولیاء اللہ کو واجب الادب مانتے ہیں مگر واجب الاطاعت صرف اور صرف محمد ﷺ کو سمجھتے ہیں اسی لیے قرآن وحدیث میں جو کچھ بند ہے وہ ہمارا مسلک اہلحدیث ہے اور جو کچھ اس سے باہر ہے وہ کسی عالم یا فاضل کا انفرادی موقف تو ہو سکتا ہے مسلک اہلحدیث نہیں۔

حنفی...... اتنا عرصہ ہو گیا تم سے فقہ حنفی کے چند مسائل پر تحریری گفتگو کرتے ہوئے ہم نے بتفصیل ہر سوال کا جواب دے دیا مگر تم ایسے ڈھیٹ قسم کے انسان ہو کہ کوئی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہو، ایسی ایسی فضول بکواسات تحریروں میں لکھتے ہو جسے پڑھ کر شرم آتی ہے تم ایک مرتبہ میرے سامنے آج آکر بات کرلو تمہارا ایسا کچومر نکالوں گا کہ زندگی بھر کسی حنفی مقلد سے بات کرنے کی دوبارہ جرات نہیں کرو گے۔

محمدی...... محترم بھائی میں نے جو سوال کیے آپ کو فقہ حنفی کا عالم فاضل سمجھ کر آپ کے مطالبے پر کیے تھے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے و فقہ حنفی کا کوئی مسئلہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف نہیں جبکہ میرے ناقص علم کے مطابق فقہ حنفی کا شائد ہی کوئی چند مسائل قرآن وحدیث کے موافق ہوں۔ جناب بات تو میں آپ کی تب مانتا جب آپ فقہ حنفی کے مسائل قرآن وحدیث سے ثابت کر دیتے جبکہ قرآن وحدیث سے فقہ حنفی کے مسائل ثابت کرنے میں آپ بری طرح ناکام رہے ہیں۔

حنفی...... تمہیں میں نے پہلے بھی کہا کہ اگر ہمت ہے تو سامنے آکر بات کرلو تمہارے فقہ حنفی پر کیے گئے ایک ایک اعتراض کا جواب دوں گا کیونکہ ہمارے پاس فقہ حنفی کی کتابیں اور ان کی شروحات بھی موجود ہیں اس لیے آپ سامنے آکر بات کریں۔

محمدی...... محترم بھائی یہ حقیقت تو نہیں کہ آپ ہمارے پیش کردہ سوالوں کے جواب دے سکیں اگر ان کے کوئی جواب ہوتے تو آپ تحریر میں بھی جواب دے سکتے تھے۔ جب تحریر میں جواب نہیں دیے تو آمنے سامنے کیا جواب دینے ہیں۔ مجھے یوں لگتا ہے یا تو آپ جان چھڑانا چاہتے ہیں یا کوئی فتنہ ڈالنا چاہتے ہیں چلو میں حاضر ہو جاؤں گا۔

حنفی...... شکر ہے آپ نے ہماری بہت بڑی خواہش پوری کردی جو آپ

ہمارے پاس تشریف لے آئے بڑی خوشی ہوئی، اختلافات کو چھوڑ کر پہلے یہ بتائیں کہ آپ کے لیے کھانے میں کیا تیار کیا جائے؟

محمدی...... حنفی مقلد کی دعوت پر تشریف لایا ہوں میرے خیال سے کھانا بھی فقہ حنفی کے مطابق ہی تیار کریں۔

حنفی...... کیا خوب مجھے تو معلوم نہیں تھا کہ فقہ حنفی کے متعلق بھی تمہارے دل میں کوئی جگہ ہے۔

محمدی...... کیوں نہیں آپ کہیں سے کواہ، چگاڈر، الو یا سانپ ہی لے آؤ خواہ کسی مداری سے ہی خرید لاؤ۔

حنفی...... کیا بکواس کر رہے ہو تمہیں شرم آنی چاہیے کہ ہم تمہاری عزت کر رہے ہیں اور تم نے اپنی اوقات دکھانا شروع کر دی بھلا کوئی مسلمان بھی ایسی چیزیں کھاتا ہے۔

محمدی...... جناب ہم نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی ہم نے تو فقہ شریف کی بات کی ہے کیا فقہ شریف بکواس ہے؟ تمہاری فقہ شریف میں لکھا ہے کہ کواہ، چگاڈر، الو اور سانپ کا کھانا جائز ہے۔[فتاویٰ عالمگیری ص ۲۹۰ ج ۵] آپ فقہ شریف پر عمل کریں تو آپ کے لیے بہتر ہوگا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ جس حیوان یا پرندے کا گوشت کھایا جائے تو اس کا کھانے والے پر بہت اثر ہوتا ہے کوا کھائیں گے تو مسلک اہلحدیث پر کاں کاں زیادہ کریں گے یا پھر چگاڈر اور الو بھی مناسب رہے گا تاکہ دن کے وقت کچھ نظر نہ آئے اور آنکھیں حق کو قبول کرنے سے بند رہیں چلو یہ نہیں تو سانپ تو بڑا مفید رہے گا تاکہ اپنا غصہ نکالنے کے لیے آپ اہل حق کو ڈنگ مار سکیں۔

حنفی...... تم جو بکواس کر رہے ہو شاید تمہیں اپنے گھر کی خبر نہیں اس سے بھی بڑے بڑے فتوے تمہارے مولویوں نے ایک دوسرے کے خلاف تحریر کیے ہیں اخبار محمدی کا حوالہ بھی پیش کیا تھا اور تمہارے علامہ وحید الزمان سے حلال چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال کرنے کے فتوے بھی مل جائیں گے ہاں فقہ کے اس مسئلہ میں ضرور کوئی حکمت ہوگی جو میری سمجھ سے بالاتر ہے لہٰذا میں ظاہراً تو اس پر عمل نہیں کر سکتا البتہ اس کی حقیقت سے بھی انکار نہیں کر سکتا۔

محمدی...... پہلی بات ہمارے مولویوں کے اختلاف کی نوعیت کے متعلق تو آپ کے پاس بالتفصیل تحریر پہنچ گئی ہے جس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا دوسری بات علامہ وحید الزمان نے اگر کوئی ایسی بات لکھی ہے تو اسکا الزام بھی مسلک اہلحدیث پر نہیں آتا کیونکہ وہ عقائد میں کلیۃً اہلحدیث نہیں تھے اور نہ فروع میں پیدا حنفی ہوئے اور جب فوت ہوئے تو شیعہ کی طرف مکمل جھکاؤ تھا تیسری بات آپ کو اخبارات کے حوالے پیش کرنے کا بڑا شوق ہے چلو یہ روزنامہ نوائے وقت ۲۶ جون ۲۰۰۸ کا تازہ شمارہ میرے ہاتھ میں ہے اس کو ہی دیکھ لیتے ہیں۔

حنفی...... کیا خبر ہے اس اخبار میں ذرا مجھے پڑھ کر سناؤ۔

محمدی...... جناب خبر یہ ہے کہ حلالہ کی شرط پر نکاح کرنے والے نے اپنی منکوحہ کو چھوڑنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ کہتا ہے کہ یہ میری بیوی ہے مجھے حق ہے کہ میں اسے اپنے پاس رکھوں۔

حنفی...... یہ تو اس نے بہت ہی بری حرکت کی ہے اسکی اس طرح کی حرکت سے تو حلالے کا سارا چکر ہی ختم ہو جائے گا۔

محمدی...... مولانا صاحب یہ حلالہ کیا چیز ہے اس کی ذرا تعریف کرنا؟

حنفی...... اپنی مطلقہ بیوی کو کسی کرائے کے سانڈھ (عارضی خاوند) کے ساتھ نکاح کر کے اس کے سپرد کر دینا حلالہ ہے۔

محمدی...... اف میرے اللہ کوئی ایسا دیوث بھی ہوتا ہے جو اپنی بیوی کو شب باشی کے لیے کسی دوسرے کے حوالے کر دے۔

حنفی...... اس میں دیوثی والی کون سی بات ہے مطلقہ کا اس سے نکاح کر کے اس کے حوالے کی جاتی ہے۔

محمدی...... جب اس کا نکاح اس مرد کے ساتھ ہو گیا تو پھر وہ اسکی بیوی ہے تو اب جس نے اسے طلاق دی ہے اس کا تو اس پر کوئی حق نہ رہا اس لیے اگر وہ اپنی منکوحہ کو نہیں چھوڑتا تو نہ چھوڑے۔

حنفی...... او ہو یہی تو تیری نادانی ہے کہ تجھے معلوم ہی نہیں کہ فقاہت کس کو کہتے ہیں اس لیے میں تو کہتا ہوں تیرے ساتھ بات کرنا ہی فضول ہے اب تجھے کون سمجھائے کہ حلالہ کوئی پکا نکاح نہیں ہوتا بلکہ ایک دو رات کے لیے عارضی نکاح ہوتا ہے پھر وہ پابند ہوتا ہے کہ وہ اس منکوحہ کو طلاق دے دے

محمدی...... کیا نکاح عارضی رشتہ ہے؟ میری تحقیق کے مطابق نکاح ہوتا ہی وہ ہے جس میں دونوں جانب سے گھر بسانے کا ارادہ ہو جب ارادہ نہ ہوا تو شرعی نکاح نہ ہوا۔

حنفی...... نکاح خواں جب نکاح پڑھا دیتا ہے تو ہماری فقہ کے مطابق وہ نکاح درست ہے اور ہماری فقہ شریف میں اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اسے طلاق دے ورنہ اس سے زبردستی طلاق لی جائے گی۔ (جاری ہے)

درس قرآن پاک

خطیب میاں محمد سلیم شاہد (امیر جماعت اہل حدیث پاکستان)

جامع مسجد حسن بن علیؓ اہلحدیث عرفات کالونی گوجرانوالہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم.

الم o ذلک الکتب لاریب فیہ ھدی للمتقین o الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون o والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون o اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون o

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب ہے قرآن پاک سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، سارا قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے دنیا و آخرت میں آرام حاصل کرتے ہیں اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینا اور سکون حاصل ہوتا ہے قرآن جس طرح اللہ تعالیٰ نے نازل کیا آج بھی قرآن اسی حالت میں ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ العزیز اسی حالت میں رہے گا یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے قرآن سائنس کے مطابق نہیں بلکہ سائنس قرآن پاک کے مطابق ہے۔ سائنس کی بہت ساری چیزیں قرآن پاک سے ملتی ہیں قرآن پاک میں نہ کوئی تبدیلی کر سکا ہے اور نہ ہی کوئی تبدیلی کر سکے گا۔ خانہ کعبہ کے اندر ایک مرتبہ بہت سے شعراء نے اپنے اپنے کلام لکھ کر لٹکائے صحابہؓ نے جناب محمد ﷺ کو اس بات سے آگاہ کیا نبی رحمت ﷺ نے حکم دیا اے میرے صحابہ کرامؓ! قرآن پاک کی چھوٹی سے سورۃ جس کا نام سورۃ العصر ہے وہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دی جائے صحابہؓ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سورۃ العصر تحریر کر کے خانہ کعبہ میں لٹکا دی۔ جب جج نے آ کر تمام شعراء کی تحریریں دیکھی اور پھر سورۃ العصر کو غور سے دیکھا اور پڑھا تو وہ بول اٹھا کہ شعراء کی تمام تحریریں اپنی ہیں لیکن سورۃ العصر یہ کلام کسی بشر کا ہو ہی نہیں سکتا۔ آج دنیا میں خصوصاً مسلمان جس طرح ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اللہ کے کلام کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ کے ذکر کو چھوڑ دیا۔

حضرت موسیٰؑ نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے پوچھا اے اللہ مجھے ایسا بندہ دکھا جو تیرا ولی ہو جسے تو پسند کرتا ہو جس سے تو بہت خوش ہو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے موسیٰ تو فلاں جگہ پر پہنچ اور وہ اسی جگہ پہنچے اور اللہ کے بتائے بندے سے ملے وہ انتہائی بیمار لاغر دکھائی دیا پاؤں ٹیڑھے ہو چکے تھے ٹانگوں میں جان اور سکت نہیں۔ بیماری کی وجہ سے جسم پر چھالے تھے معذور کمزور ہو چکا تھا اللہ کے نبی موسیٰ اسکو دیکھ کر بڑے پریشان اور حیران ہوئے کہ یہ بیمار، کمزور اور لاغر آدمی جو نہ بیٹھ سکتا ہے نہ چل سکتا ہے نہ خود کھانا کھا سکتا ہے اس میں کیا خصوصیت ہے کہ اللہ نے اسے اپنا ولی کہا ہے ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے اس لاغر کمزور آدمی نے اللہ کے نبی موسیٰ کو اشارے سے پاس بلایا جناب موسیٰ پاس بیٹھ گئے اسکے ہونٹ مسلسل حرکت میں تھے اللہ کے نبی موسیٰ نے اپنے کان قریب کر کے اس لاغر اور کمزور آدمی کی بات سننے کی کوشش کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر کر رہا تھا اللہ کے نبی موسیٰ نے اس شخص سے سوال کیا کہ تم بیمار لاغر اور کمزور بھی ہو اپنے ہاتھ سے کھانا بھی نہیں کھا سکتے۔ اتنی زیادہ بیماری اور تکلیف میں بھی تو کس بات پر اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے اس آدمی نے بڑی مشکل سے جواب دیا کہ میرا سارا جسم تو کام نہیں کر رہا لیکن اللہ کی مہربانی سے میری زبان تو صحیح کام کر رہی ہے اگر اللہ دیگر اعضاء کی طرح میری زبان پر بھی تالے لگا دیتا تو میں کیا کر سکتا تھا اس لیے اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اللہ نے اپنا ذکر کرنے کے لیے میری زبان کو صحیح رکھا ہے۔ آج ہم صحت مند اور تندرست ہونے کے باوجود اللہ کے ذکر سے غافل ہیں چند خوش قسمت لوگوں کے علاوہ کثرت سے لوگوں نے قرآن نہیں پڑھا کبھی اس کے ترجمے پر غور نہیں کیا، قرآن کا پڑھنا اللہ کا ذکر کرنا ہے، ساری کی ساری نماز اللہ کا ذکر ہے معلوم نہیں ہم اللہ کے ذکر سے کس قدر غافل ہو چکے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ جو شخص میرا ذکر کرتا رہے گا زمین و آسمان کے درمیان جتنا بھی خلاء ہے اسکے برابر گناہ ہوں گے تو میں رب اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دوں گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعتی خبریں

پروفیسر مولانا ابراہیم خادم قصوری کا دورہ ڈسکہ نارووال

مورخہ 11 اپریل بروز اتوار کو مولانا عبدالغفار نقیب راہنما مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل ڈسکہ کی خصوصی دعوت پر آمد تھی بعد نماز عصر جمعیت کے جید علماء اہل حدیث یوتھ فورس کے کارکنان نے ڈسکہ چیمہ ہسپتال کے قریب نہر کے پل پر آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ بعد نماز مغرب تلاوت کلام حکیم اور قاری محمد عارف توحیدی میواتی کی نعت مقبولؐ کے بعد پروفیسر ابراہیم خادم قصوری نے کہا کہ ایک فرقہ ہمیں گستاخ رسول ثابت کرنے کی کوشش میں مذموم کوششیں کرتا رہا جبکہ اہلحدیث سے بڑھ کر کائنات میں کوئی محب رسول ﷺ نہیں ہے۔ موحدین کی جماعت نے پہلے بھی قیصر و کسریٰ کی شان و شوکت روندھ ڈالی تھی اب پھر سابقہ درخشاں روایات کو زندہ کرتے ہوئے مضبوط ہاتھوں سے زنجیر بنا کر نکلیں اور غالیوں قبر پرستوں، مشرکوں کو دن کے تارے دکھا دیں، غزوہ بدر میں 313 صحابہؓ ہزاروں پر غالب آتے ہیں اور فتح مبین ہوتی ہے۔ جنگ قادسیہ میں 20 ہزار مسلمان ایک لاکھ بیس ہزار کا مقابلہ کرتے ہیں اور غلبہ حاصل کرتے ہیں۔ آج بھی حرمت رسول کے لیے سروں پر کفن باندھ کر میدان میں نکلیں اور گستاخان رسول ﷺ، مداریوں، زرداریوں، امریکہ کے پٹھوؤں سے ملک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاک کر دیں۔ پروفیسر خادم قصوری نے کہا کہ یہ حکمرانوں کی نحوست ہے کہ آئے دن دہشت گردی میں قیمتی بے گناہ جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ قوم مہنگائی اور لوڈشیڈنگ جیسے عذاب میں مبتلا ہے، حکمرانوں کی ضد ہے کہ ہم مزید تین سال پورے کریں گے یہاں تین منٹ کا بھی علم نہیں ہے۔ اللہ کی طرف سے چلنے والا کوڑا لمحہ بھر انتظار نہیں کرے گا "فصب علیھم ربک سوط عذاب" آج ہمارے ملک کے دریاؤں میں نہ موجیں ہیں نہ طغیانیاں ہیں، نہ سایہ دار درخت آبی جارحیت کے ذریعے بھارت، اسرائیل اور امریکہ ہمارے ملک کو ریگستان بنانا چاہتے ہیں۔

ضرورت خادم مسجد اہلحدیث

جامع مسجد قباء اہل حدیث 74 چناب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کے لیے 2 عدد خدام کی فوری ضرورت ہے۔

[انتظامیہ جامع مسجد ہذا 0300-4184328]

عبدالقیوم محسن سابق صدر AYF ضلع مظفر گڑھ کے سسر حکیم محمد نواز کا انتقال پر ملال

یہ خبر جماعتی حلقوں میں بڑے حزون وملال کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ عبدالقیوم محسن سابق صدر اہلحدیث یوتھ فورس ضلع مظفر گڑھ کے سسر حکیم الحاج محمد نواز 12 اپریل بروز سوموار صبح تہجد کے وقت 3 بجے اس دار فانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون.

مرحوم پیشہ حکمت کے ساتھ منسلک اور ایک غریب پرور انسان تھے انہوں نے ہمیشہ کتاب وسنت کو ہی اپنے لیے مشعل راہ بنایا۔ یہی وجہ تھی کہ سنت کے مقابلہ میں کسی بھی معمولی سی مداہنت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ مرحوم کو حافظ عبدالقادر روپڑیؒ سے بھی مستفید ہونے کا شرف حاصل ہے۔

مرحوم ایک عالم دین اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے والے اور کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے والے تھے ان کی نماز جنازہ قاری سیف اللہ عابد امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع خانیوال نے پڑھائی مرحوم کو ان کے آبائی گاؤں 27/L.OR کچا کھوہ قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا مرحوم نے سوگواران میں 2 بیٹے اور 4 بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی لغزشوں سے صرف نظر کرتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ جمعۃ المبارک

14 مئی کا خطبہ جمعۃ المبارک چک 40/GD اوکاڑہ میں

مفسر قرآن، مناظر اسلام

حافظ عبدالوہاب روپڑی

ارشاد فرمائیں گے۔

[منجانب: انتظامیہ جامع مسجد ہذا]

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مرکزی دفتر (042) 5854010
فون مرکز علماء 6581025 (042)
تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

جماعت اہل حدیث کا معروف قدیم تعلیمی ادارہ

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

کتاب وسنت اور سلف صالحین کی روایات کا علمبردار

تمام احباب جانتے ہیں کہ جامعہ اہل حدیث لاہور جماعت اہلحدیث کا قدیم ترین دینی ادارہ کتاب وسنت کی تعلیم وترویج میں مصروف عمل ہے جس میں اس وقت تقریباً تین صد طلبا زیر تعلیم ہیں ان کی تعلیم وتربیت کے لیے 22 محنتی اور قابل اساتذہ کرام مامور ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جامعہ ہذا مندرجہ ذیل شعبوں پر مشتمل ہے۔ (۱) تحفیظ القرآن (۲) شعبہ تجوید وقراءت (۳) درس نظامی (۴) وفاق المدارس (۵) دارالافتاء (۶) تصنیف وتالیف (۷) فن مناظرہ (۸) دعوت وارشاد (۹) کمپوٹر (۱۰) میٹرک، ایف اے تا بی اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست ہے۔

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچ جس میں طلبا کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 55 لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔ اس لیے

گندم کی کٹائی کے موقع پر احباب سے خصوصی اپیل کی جاتی ہے

کہ عشر نکالتے وقت جامعہ کے طلباء کے لیے زیادہ سے زیادہ حصہ پہنچا کر اجر عظیم حاصل کریں، تا کہ حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کا لگایا ہوا پودا پھلا پھولا رہے اور تا ابد قائم ودائم رہے۔

اللہ کریم ہمارے نیک اعمال قبول فرمائے۔ آمین

حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

فون: 7670968 / 042-7656730 فیکس: 042-7659847